فن قراءت وتجوید۔عصر حاضر میں اہمیت وضرورت

حضرت مولانا قاری محمد یاسین
بانی جامعہ دارالقرآن،فیصل آباد

امام ابوعمرو بصریؒ:......امام ابوعمرو بصریؒ کے ایک شاگرد عبدالوارث کہتے ہیں کہ میں نے ایک سال آپ کی رفاقت میں حج کیا۔اس سفر میں ہم ایک بے آباد اور خالی منزل سے گزرے جہاں پانی بالکل نہیں تھا۔آپ نے فرمایا: اٹھو اور میرے ساتھ چلو۔میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔آپ نے مجھے میل کے نشان پر لے جا کر بٹھا دیا اور فرمایا کہ میرے آنے تک یہیں بیٹھے رہنا۔یہ کہہ کر آپ جنگل میں تشریف لے گئے۔کچھ دیر تو میں رکا رہا،لیکن پھر مجھے فکر ہوئی اور میں آپ کے قدموں کے نشانات سے اندازہ کرتا ہوا آپ کے پاس پہنچ گیا۔دیکھتا کیا ہوں کہ اس بے آباد اور ویران جگہ میں ایک چشمہ پھوٹا ہوا ہے اور آپ وہاں نماز کے لیے وضو فرما رہے ہیں۔مجھے دیکھ کر فرمایا:اے عبدالوارث! میری اس بات کو پوشیدہ رکھنا اور اس نظارہ کا کسی سے تذکرہ نہ کرنا۔میں نے کہا:اے سید القراء!بہت اچھا۔عبدالوارث کہتے ہیں:میں نے حسب وعدہ آپ کی اس کرامت کا تذکرہ آپ کی وفات تک کسی سے بھی نہیں کیا،لیکن اب اس کا اظہار کر رہا ہوں۔(کشف النظر:305/1)

سیدنا شعبہؒ:......امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا:آپ نہایت سچے،ثقہ،صاحب قرآن اور صاحب سنت تھے۔خود فرماتے ہیں:میں نے کبھی کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں کیا۔30 سال سے ہر روز ایک قرآن پاک ختم کرتا ہوں۔آپ 70 سال عبادت میں مصروف رہے۔ان میں سے 40 سال تک آپ کے لیے بستر نہیں بچھایا گیا۔24 ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا۔جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی ہمشیرہ رونے لگی۔فرمایا:روتی کیوں ہو؟ مکان کے اس گوشے کی طرف دیکھو۔میں نے اس میں 18 ہزار قرآن مجید ختم کیے ہیں اور اپنے صاحبزادے سے فرمایا:بیٹا!اس گوشے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہرگز نہ کرنا۔(کشف النظر:341/1)

امام حمزہ کوفیؒ:......امام حمزہ کوفیؒ ہر مہینہ میں 28، 27یا25 قرآن مجید ترتیل یعنی تجوید وتحقیق، اطمینان وصفائی کے ساتھ ختم کرتے تھے۔ ایک مرتبہ امام حمزہؒ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کو حق تعالیٰ نے ''مرحبا'' فرمایا، ان کے لیے کرسی بچھوائی اور ان کی تعظیم کی۔ نیز انہیں حکم فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرو اور ترتیل کے ذریعے اس کو خوب روشن اور ظاہر کرکے پڑھو اور چند موقعوں پر جس طرح آپ نے پڑھا تھا حق تعالیٰ نے اس کے خلاف دوسری طرح بتایا۔ آپ نے وانا اخترتک پڑھا۔ حق تعالیٰ نے وانّا اخترنک پڑھنے کا فرمایا۔ آپ نے **تنزیل العزیز** لام کے رفع کے ساتھ پڑھا حق تعالیٰ نے لام کے فتحہ کے ساتھ پڑھنے کا فرمایا۔

امام ابوجعفر یزید مدنیؒ:......آپ نہایت عالی قدر اور مشہور تابعی ہیں۔ آپ حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں۔ آپ کو بچپن میں حضرت ام سلمیٰؓ کے پاس لایا گیا۔ انہوں نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور آپ کے لیے رحمت وبرکت کی دعا بھی فرمائی۔

حضرت شعبہ بن نصاحؒ جو امام ابوجعفرؒ کے ہم عصر، قاری اور داماد تھے۔ امام کی وفات ہو جانے کے بعد انہوں نے حاضرین مجلس سے کہا: کیا میں تمہیں ایک عجیب وغریب چیز دکھاؤں؟ سب نے کہا: ضرور!! تو انہوں نے امام ابوجعفر کے سینے سے کپڑا اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے سینے پر دودھ کی طرح ایک سفید حلقہ اور گول دائرہ ہے۔ اس پر سب حاضرین بول اٹھے کہ اللہ کی قسم یہ قرآن کا نور ہے۔

اسحاق مسیبیؒ نقل کرتے ہیں کہ جب وفات کے بعد امام کو غسل دیا گیا تو لوگوں نے آپ کے سینے اور دل کے درمیان قرآن مجید کے ورق کی مانند ایک چیز دیکھی۔ اس سے حاضرین نے جان لیا کہ یہ قرآن پاک کا نور ہے۔

کسی شخص نے امام کو وفات کے بعد دیکھا کہ آپ نہایت حسین وجمیل صورت میں تھے۔ امام نے فرمایا: میرے شاگردوں اور ان تمام لوگوں کو جو میری قراءت پڑھتے ہیں، خوشخبری سنادو کہ حق تعالیٰ نے ان کو بخش دیا ہے اور ان کے بارے میں میری دعا قبول فرمائی ہے۔ ان کو اس بات کا امر کردو کہ جس طرح بھی ہو سکے رات کے درمیانی حصہ میں تہجد کی چند رکعتیں ضرور پڑھ لیا کریں۔ (کشف النظر: 363/1)

امام شاطبیؒ:......امام شاطبیؒ اللہ کے ولی اور اپنے زمانے کے بڑے درجے کے امام تھے، نیز قراءت وتفسیر کے امام اور حدیث کے حافظ تھے۔ آپ کے حافظے سے لوگ صحیح مسلم اور صحیح بخاری کے نسخوں کی تصحیح کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ نحو کے استاد اور تعبیر کے علم میں بھی ماہر تھے۔

آپ کی بہت سی کرامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے پاس بیٹھنے والے بغیر کسی مؤذن کے غیبی طور پر اذان کی آواز سن لیتے تھے۔ آپ نابینا تھے لیکن کمال درجہ کے ذہین اور فہیم ہونے کے سبب نابیناؤں کی سی حرکات آپ سے ظاہر نہیں ہوتی تھیں۔ سخت بیمار ہو جاتے تب بھی عیادت کرنے والوں کے جواب میں صرف ''العافیہ'' فرماتے تھے۔

قرطبی سے منقول ہے کہ جب آپ قصیدہ شاطبیہ کی تصنیف سے فارغ ہوچکے تو اس کو لے کر بیت اللہ کے گرد 12 ہزار طواف کیے اور جب دعا کے مقامات پر پہنچتے تو یہ دعاء پڑھتے:

"اللّٰهم فاطر السموات و الارض، عالم الغیب و الشهادة، رب هذاالبیت العظیم، انفع بها کل من قرأها." نیز ناظمؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو سامنے کھڑے ہوکر خدمت بابرکت میں سلام عرض کیا اور کہا: یا سیدی، یا رسول اللہ! اس قصیدے پر نظر فرمایئے۔ پس آپ نے اس کو اپنے دست مبارک میں لیا اور فرمایا: "هی مبارکة من حفظها دخل الجنة." (عنایات رحمانی: 84/1) کہ "یہ بابرکت ہے، جو اسے حفظ کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔" اور قرطبی نے اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: "جو اس حالت میں مرے کہ اس کے گھر میں یہ قصیدہ ہو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔"

امام جزریؒ:...... آپ علم قراآت میں سارے عالم میں یکتا تھے اور بہت سے ملکوں میں آپ نے اس علم کی اشاعت کی۔ آپ کے فنون میں یہ فن سب سے عظیم الشان اور ممتاز و نمایاں تھا۔ حدیث کے علوم میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا، چنانچہ ایک لاکھ حدیثیں سند سمیت یاد تھیں۔ آپ کو ترویج سنت اور غیر معمولی خدمت قرآن وحدیث کے باعث آٹھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا گیا ہے۔ (کشف النظر: 406/1)

حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ:...... حضرت قاری صاحبؒ پانچ سال کی عمر میں ہی نابینا ہوگئے تھے، لیکن حق تعالیٰ نے باطنی بصیرت کا وافر حصہ عطا فرمایا ہوا تھا۔ قرآن کریم سے عشق تھا اور خوب یاد تھا۔

ایک مرتبہ آپ نے پورے قرآن پاک کے "رؤسِ آیات" یعنی آیات کے ختم والے کلمات اس طرح سنائے کہ بغیر پوری آیت پڑھے صرف "رأسِ آیت" پڑھتے تھے۔ آپ کو اس میں ذرا بھی رکاوٹ اور جھجک نہ ہوئی، بلکہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا آپ مسلسل قرآن پاک پڑھ رہے ہیں۔

آپ کے استاد سید القراء حضرت قاری محی الاسلامؒ نے ایک مرتبہ بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا الیاس صاحبؒ سے آپ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ "اس نے پورا قرآن حرفاً حرفاً مجھ سے پڑھا ہے اور اب مجھ سے بہت آگے بڑھ گیا ہے۔"

حضرت تھانویؒ کی مجلس میں ایک مرتبہ آپ نے قرآن پاک پڑھا تو حضرت والا نے بہت تعریف فرمائی، نیز فرمایا کہ پہلے تو کانوں ہی سے کام لیتا رہا اور پھر آنکھوں سے بھی کام لیا اور دیکھا کہ چہرے پر کوئی تغیر نہیں تھا۔

حفظ واتقان میں آپ بلاشبہ فائق القرآن تھے۔ آپ کے حافظے کا تھوڑا سا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ لامیہ، رائیہ، طیبہ وغیرہ کے علاوہ آپ کو قراآت عشرہ مع طرق کے ایسی یاد تھیں کہ تحقیقاً، ترتیلاً، تدویراً اور حدراً...... ہر طرح، ہر جگہ سے، ہر حالت، ہر وقت اور ہر مجلس میں پڑھ سکتے تھے اور متشابہ لگنا تو کجا اختلاف قراآت میں بھی ذرا تامل کی گنجائش نہ تھی۔

حالانکہ بڑھاپا تھا جس میں عموماً لوگوں کا حافظہ کمزور ہو جایا کرتا ہے۔ (تذکرۃ الشیخین:49)

حضرت کو دعا کا بہت ذوق تھا۔ ایک ثقہ راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت والاؒ نے حرم شریف میں ہمارے سامنے صبح کی نماز کے بعد دعا شروع فرمائی، یہاں تک کہ ظہر ہوگئی۔ پھر ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر عصر تک دعا میں مشغول رہے۔ اسی طرح بعد عصر و مغرب حتیٰ کہ عشا تک دعا فرماتے رہے۔

حضرت قاری صاحبؒ 1390ھ میں مدینہ منورہ ہجرت فرما گئے تھے اور آخر وقت تک وہیں مقیم رہے۔ ہر نماز حرم شریف میں ادا فرماتے اور عصر سے عشا تک کا وقت حرم شریف ہی میں گزارتے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ کسی طرح جنت البقیع کی مٹی نصیب ہو جائے۔ بالآخر یہ تمنا پوری ہوگئی اور 18 شعبان 1407ھ کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

مجدد القراآت حضرت قاری رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ:...... حضرت قاری صاحب نور اللہ مرقدہ حضرت اقدس قاری فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محبوب ترین شاگرد اور علم تجوید و قراآت میں اپنے وقت کے امام تھے۔

حضرتؒ کو قرآن کریم سے عشق کی حد تک شغف تھا۔ فرائض شرعیہ اور حوائج بشریہ کے علاوہ ان کا کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں وہ قرآن کریم کی تعلیم و تدریس یا اپنی تلاوت میں مشغول نہ ہوں۔ اوقات تدریس کی پابندی ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ سردی، گرمی، موسمی تغیرات، ضعیفی و کمزوری غرض کوئی چیز بھی ان کے راستے میں حائل نہیں ہوتی تھی۔ مدرسے کے طے شدہ وقت سے پہلے وہ درسگاہ میں موجود ہوتے تھے۔ حج و عمرہ پر تشریف لے جاتے تو بھی واپسی پر سیدھے درس گاہ میں تشریف لے جاتے۔ (تذکرۃ الشیخین:104)

سالہا سال تک یہ استقامت ہزاروں کرامتوں سے بڑھ کر ہے۔ اس کے علاوہ حضرت کے بہت مبارک حالات و مبشرات ہیں حالات کی تفصیل کے لیے تذکرۃ الشیخین کا مطالعہ ضروری ہے۔

☆......☆......☆

اردو زبان کا تاریخی کردار

مدیر "ادبی دنیا" مولانا صلاح الدین احمد اردو زبان کے تاریخی کردار کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مسلمانانِ ہند کا باہمی اتحاد جس قدرِ مشترک پر قائم ہے، وہ ہماری قومی زبان اردو ہے، جو نہ صرف ہمارے ارتباطِ باہم کا سب سے مؤثر اور زندہ ذریعہ ہے بلکہ ہندوستان میں ہمارے ہزار سالہ تمدن کی امین اور ہماری مذہبی، ثقافتی اور علمی روایات کی سرمایہ دار ہے۔ اردو ہماری قومی زندگی اور ہماری ملّی تہذیب کا نشان بن کر نمودار ہوئی اور ہم نے اسلام کے بعد اردو کو اپنی عزیز ترین تمناؤں کا مرکز بنایا۔ پاکستان کا ایوانِ عظیم الشان ہم جن محکم ستونوں پر قائم کرنا چاہتے تھے، وہ تعداد میں چار تھے: اسلام، اتحاد، آزادی اور اردو۔ اور جب ہمارے قائداعظم نے ہمیں اپنی منزلِ مقصود کی طرف پکارا تھا تو ایوانِ مملکت کے انھی چار ستونوں کی نشان دہی فرمائی تھی۔"

صلاح الدین احمد، مولانا، مضمون "اردو کے چند مسائل" مشمولہ مقالاتِ شامِ ہمدرد مرتبہ حکیم محمد سعید (لاہور: مکتبہ جدید ۱۹۶۹ء) ص ۲۰۱